اسلامی انقلاب کیلئے اخلاقی انقلاب کی ضرورت

حافظ صلاح الدین یوسف

جب اخلاق وکردار کی رفعتیں اور حسن معاملہ کی جلوہ افروزیاں ختم ہو جائیں تو انسانی معاشرے خوفناک درندوں اور خونخوار بھیڑیوں کے ریوڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور محاسبوں ومواخذوں کے وسیوں اداروں کے باوجود انسان کو انسانیت کے دائرے میں رکھنا مشکل تر ہو جاتا ہے' جب انسان کا قلب وذہن اصلاح پذیر نہ ہو تو حکومت کا جبر اور ڈنڈا انسانوں کو اصلاح احوال پر آمادہ نہیں کر سکتا' اس کیلئے ایک انقلاب کی ضرورت ہے۔

نبی مکرم ﷺ کے مقاصد بعثت میں ایک اہم مقصد تزکیہ نفوس بھی بتلایا گیا ہے۔ آپ کے یہ مقاصد بعثت جن میں تزکیہ بھی شامل ہے' قرآن کریم میں ۴ مقامات پر بیان کئے گئے ہیں۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۹ اور آیت ۱۵۱' آل عمران آیت نمبر ۱۶۴ اور سورۃ جمعہ آیت نمبر ۲۔

﴿یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ﴾ (الجمعۃ' آل عمران)

وہ پیغمبران پر اللہ کی کتاب کی آیات کی تلاوت کرتا' ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تزکیہ کا مطلب ہے پاک صاف کرنا' نکھارنا اور میل کچیل کو دور کرنا۔ اس تزکیے میں عقائد کی صفائی اور اخلاق وکردار کی صفائی دونوں شامل ہیں۔ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کے عقیدے بھی درست کئے' انہیں لات وعزیٰ اور منات وہبل کی عبادت سے ہٹا کر ایک اللہ کی عبادت پر لگایا۔ شرک کی گندگیوں سے انہیں پاک کر کے توحید کے نور سے ان کے سینوں کو منور فرمایا۔ ان کے عقیدوں میں یہ فساد تھا کہ وہ اللہ کو تو مانتے تھے اور مانتے ہی نہ تھے' بلکہ تسلیم بھی کرتے تھے کہ آسمان وزمین اور ساری کائنات کا خالق بھی وہی ہے۔ مالک بھی وہی ہے' رازق بھی وہی ہے' بلکہ کائنات کا سارا نظم وتدبیر اسی کے امر ومشیت کا مرہون منت ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے' لیکن وہ بتوں کو رضائے الٰہی کا مظہر گردانتے ہوئے یہ سمجھتے تھے' ان کے ذریعے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہوگا' اللہ کی بارگاہ میں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔

﴿ما نعبدھم الا لیقربون الی اللہ زلفی﴾ (سورۃ زمر ۳)

ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

﴿ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ﴾ (سورۃ یونس ۱۸)

اور یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اس لئے ہم اللہ کے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے ہیں' ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں اور ان کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کے عقیدے کے اس فساد کو دور کیا اور واضح فرمایا کہ یہ رضائے الٰہی کے مظہر قطعاً نہیں ہیں' یہ تو سننے' دیکھنے اور نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت ہی نہیں رکھتے' انہیں تم پکارتے ہو' ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہو' جب کہ وہ تمہاری ان عبادتوں سے بالکل بے خبر ہیں اور قیامت والے دن یہ کہیں گے کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

﴿فکفی باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا من عبادتکم الغافلین﴾ (سورۃ یونس ۲۹)

ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے کہ ہم تمہاری عبادتوں سے بے خبر تھے۔ ایسے بے خبر غافل اور ہر قسم کے اختیارات سے بے بہرہ کب اس لائق ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔ ان سے استعداد اور استغاثہ کیا جائے اور ان سے خوف وطمع رکھا جائے' چنانچہ آپ کی اس تبلیغ سے لوگ شرک کی نجاستوں سے نکل کر توحید کی صاف شفاف صراط مستقیم پر آئے اور صرف ایک اللہ کے بندے اور اس کے پرستار بن گئے' ان کی تمام عبادتیں بھی صرف ایک اللہ کیلئے ہو گئیں' ان کی نمازیں' دعائیں' نذر ونیاز اور صدقہ خیرات سب ایک اور صرف ایک اللہ کیلئے وقف ہو گئے' کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں' جو اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں ہیں۔ ان کا حاجت روا اور مشکل کشا بھی ایک اللہ ہی ہے' کیونکہ وہی حاجت روائی اور مشکل کشائی پر قادر ہے۔ اس کے سوا یہ اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں کہ وہ مافوق الاسباب طریقے سے کسی کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کر سکے۔

اس طرح نبی آخر الزمان نے لوگوں کے اخلاق وکردار کا بھی تزکیہ فرمایا وہ قوم جس طرح شرک کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی' جس سے آپ نے ان کو نکالا وہ اخلاقی پستوں کا بھی شکار تھی' آپ نے انہیں ان پستیوں سے اٹھا کر اخلاقی رفعتوں سے ہمکنار فرمایا۔ وہ لٹیرے رہزن تھے' آپ کی بدولت وہ انسانیت کے ہادی اور رہبر بن گئے۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ آپس میں بھائی بھائی بن گئے وہ قاتل سفاک تھے وہ ایک دوسرے کے حق میں شفیق ورحیم بن گئے۔ وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے' لیکن آپ کی تعلیمات نے انہیں ان کا محافظ اور رکھوالا بنا دیا۔ وہ خائن وبددیانت تھے' امین وامانتدار بن گئے' پہلے اکل حرام میں انہیں کوئی باک نہیں تھا' لیکن ایمان لانے کے بعد صرف اور صرف کسب حلال ان کا وطیرہ اور شعار بن گیا۔ سود خوری' رشوت خوری اور حرام خوری کا کوئی تصور ان کے اندر باقی نہ رہا۔

ان کے نفوس کا یہ تزکیہ کس طرح ہوا......؟ رذائل کی

جگہ خصائل نے مصائب کی جگہ محامد نے اور مثالب کی جگہ مناقب نے کس طرح لے لی.....؟ دلوں کے رنگ کو یہ صیقل اور جلا کیوں کر حاصل ہوئی.....؟ اور مردہ دلوں میں زندگی کی لہر کس طرح دوڑ گئی.....؟ یہ اس دین کا کمال تھا' جو آپ ﷺ لائے تھے' اس تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا' جو آپ کے ذریعے سے انہیں حاصل ہوئی اور اس اسوہ حسنہ کا پرتو تھا۔ جس کے سانچے میں انہوں نے اپنے آپ کو ڈھال لیا تھا۔ اخلاق کیا ہے.....؟ جس کے سمجھنے اور اختیار کرنے سے یہ انقلاب آیا۔

اخلاق کا مطلب ہے' بندوں کے باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی اور باہمی معاملات میں صحیح رویہ..... انسان جب دنیا میں آتا ہے تو دنیا کی ہر شے سے اس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے' ماں' بہن' بھائی' دیگر رشتے دار' دوست احباب' پڑوسی تجارت و کاروبار کے ساتھ سفر کے ساتھی قبیلے' خاندان اور برادری کے لوگ وطن اور محلے کے لوگ ان سب سے اپنے اپنے انداز کے تعلقات ہوتے ہیں' حتیٰ کہ جانوروں تک کے ساتھ تعلقات ہوتا ہے' ان تمام تعلقات میں حسن معاملہ کے پہلوؤں کو محفوظ رکھنے کا نام اخلاق ہے اور انسان جب باہم معاملات میں صحیح رویہ اختیار کرتا اور اپنے ذمے عائد فرائض اور دوسروں کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے اور حکومتوں کو مداخلت کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ جب انسانوں کے نفوس سنور جاتے ہیں' ان کے قلب و ذہن کی اصلاح ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا صحیح احساس ان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے تو کوئی شخص ایسا رویہ ہی نہیں اختیار کرتا' جس سے دوسرے کی حق تلفی ہو' دھوکہ فریب اور جعل سازی کا امکان ہو یا قتل و غارت گری کا بازار وہاں گرم ہو۔ قتال و جدال اور باہم فساد ہو اور جب یہ خرابیاں نہیں ہو گی' تو پولیس کی ضرورت ہو گی' نہ سی آئی ڈی کی۔ انٹیلی جنس درکار ہو گی اور نہ فورس۔ اس کے بغیر ہی معاشرہ جرائم سے پاک ہو گا اور کبھی بتقاضائے شریعت کسی سے بھی غلطی کا صدور ہو بھی جائے' تو وہ از خود عدالت میں حاضر ہو کر اعتراف جرم کرتا اور سزا کے ذریعے سے پاک ہونے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ ایک دور میں چشم فلک نے ایسا مثالی معاشرہ دیکھا ہے اور یہ وہی معاشرہ ہے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں آپ کی تبلیغ و دعوت اور اصلاح و انقلاب کے بعد قائم ہوا' جس میں محاسبہ و مواخذہ کرنے والا کوئی ادارہ نہیں تھا' لیکن مجرم مرد ہوتا یا عورت از خود عدالت میں آ کر اقبال جرم کر لیتا اور ﴿طھرنی یا رسول الله﴾ ''اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجئے'' کہہ کر اپنے آپ کو سزا کیلئے پیش کر دیتا' جب اخلاق و کردار کی یہ رفعتیں اور حسن معاملہ کی یہ جلوہ افروزیاں ختم ہو گئیں تو انسانی معاشرے خوفناک درندوں اور خونخوار بھیڑیوں کے ریوڑوں میں تبدیل ہو گئے اور محاسبہ و مواخذہ کے دسیوں اداروں کے باوجود انسان کو انسانیت کے دائرے میں رکھنا مشکل تر ہو گیا' جب انسانی قلب و ذہن اصلاح پذیر نہ ہو' تو حکومت کا جبر اور ڈنڈا انسانوں کو اصلاح احوال پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

آج ہمارا معاشرہ بھی سخت اخلاقی بحران کا شکار ہے۔ اخلاقی قدریں دم توڑ گئی ہیں۔ انسان..... انسان کا دشمن اور اس کے خون کا پیاسا ہے۔ سلب و نہب اور قتل و غارت گری کی گرم بازاری نے لوگوں سے ان کا سکون چھین لیا ہے' امانت و دیانت کے فقدان نے زندگیوں میں زہر گھول دیا ہے' رشوت کی شدت و وسعت نے عوام کی عزت کو پامال کر کے رکھ دیا ہے' چور بازاری' لوٹ کھسوٹ' جعل سازی اور ملاوٹ نے لوگوں کیلئے جینا حرام کر دیا ہے۔ صبر و برداشت اور ضبط نفس کے بندھن ٹوٹ گئے ہیں۔ ہر شخص کی آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے اور آستیں میں دشنہ و خنجر پنہاں' اولاد ماں باپ کی نافرمان اور ماں باپ اولاد سے نالاں' بھائی بہن ایک دوسرے سے کٹے ہوئے اور پھٹے ہوئے اور رشتہ دار ایک دوسرے کیلئے شمشیر برہنہ اور مار آستیں' الغرض تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں کہ کچھ سجائی نہیں دیتا' ناامیدی ہی ناامیدی ہے کہ دور دور تک امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی اور ادبار و زوال کی کوئی اتھاہ گہرائیاں ہیں کہ جن سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔

اس اخلاقی بحران نے صوبائی علاقائی اور لسانی تعصبات پیدا کئے اور ابنائے وطن کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کیں اور انہوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹے اور مسلسل کاٹ رہے ہیں۔ خون ریزی کا یہ سلسلہ ہے کہ تھمنے میں نہیں آ رہا۔ تعصبات کے جھگڑے ہیں کہ بند نہیں ہو رہے اور بدگمانیوں کا طوفان ہے کہ رک نہیں رہا' اس اخلاقی بحران نے اہل صحافت کی ایک بڑی تعداد کو اس بازار کا دلال اور نائکہ بنا دیا ہے۔ افسانہ یا فاحشہ عورتوں کے نیم عریاں پوز چھاپ کر ان کے حسن و جمال کی نمائش کر کے ان قومی مجرمان کو ہیرو کے روپ میں پیش کر کے خوب دوزخ کی آگ خرید رہے ہیں اور دوسری مسلمان خواتین کو بھی بے حیائی و بے راہ روی کی ترغیب دے کر اشاعت فواحش کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ نام تو ان زبانوں پر بھی اسلام کا ہے' لیکن یہ مسلمان عورتوں کے روئے تقدس و عصمت کو تار تار کر کے اسلامی جڑوں پر تیشے چلا رہے ہیں' اس اخلاقی بحران نے دینی جماعتوں کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے' قیادت و سیادت کے پندار یا چسکے نے ہر دینی جماعت کو دھڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

حب جاہ کی ان فتنہ سامانیوں کے ساتھ۔ مال کی حشر سامانیاں الگ۔ منبر و محراب کے یہ وارث آج ہوائی جہازوں میں اڑتے پھرتے اور پجارو میں سرگرم سفر کرتے رہتے ہیں۔ سادگی کا وعظ کرنے والے یہ خطیبان خوش بیان اور بنگلوں میں رہتے اور حریر اور کمخواب سے کم لباس زیب تن نہیں فرماتے۔ مساجد و مدارس کی اس مخلوق سے آج کل اسمبلیوں کے ایوانوں اور حکومت کے بالا خانے بھی اسلام کی روشنی سے جگمگا رہے ہیں' حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی سیاست نے حکومت کے ایوانوں میں علماء کا جو تھوڑا بہت بھرم قائم تھا' وہ بھی کھو دیا اور اسلام کا جتنا بھی کچھ احترام باقی تھا' اسے بھی ختم کر دیا ہے۔ ان کے اخلاقیات اور اسلام کا یہ حال ہے کہ بے نظیر کے ساتھ تو ان کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ نواز شریف کے ہاتھ میں تو ہاتھ دے سکتے ہیں' لیکن ایک ہی مسلک کے علماء ایک ہی نظریے کے حامل مختلف گروہ اور

ایک ہی منزل کے یہ راہی باہم متحد نہیں ہو سکتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کر سکتے، اپنے دلوں کو ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد سے پاک نہیں کر سکتے۔ جب ایک ہی مسلک کے مختلف گروہ قدم بہ قدم ملا کر دین کیلئے جہد وکاوش نہیں کر سکتے، تو تمام دینی جماعتوں کا اتحاد کیوں کر ممکن ہے......؟ جو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں سے ملک کو نجات دلا کر ایک سنہری متبادل قوت ملک کو فراہم کر سکے، جیسا کہ بہت سے دینی درد رکھنے والوں کی سوچ ہے۔ اس سوچ کی خوبی اور عمدگی میں یقیناً کوئی شبہ نہیں، لیکن جن دینی جماعتوں کے خلاف وفراق کا یہ حال ہو، جو ابھی بیان ہوا، وہ اتحاد کی لڑی میں کیونکر منسلک ہو سکتی ہیں......؟ اور ایک لڑی میں منسلک ہوئے بغیر وہ کسی طرح ملک کو ایک تیسری متبادل قوت فراہم کر سکتی ہیں......؟

تو کارزار میں سر ان کو ساختی
کہ با آسمان نیر پرداختی

اس اخلاقی بحران نے ہارس ٹریڈنگ جیسے مذموم کاروبار کو فروغ دیا ہے، جس میں ممبران اسمبلی کی گھوڑوں اور خچروں کی طرح خرید وفروخت ہوتی ہے۔ اس بحران نے ضمیر فروشی کو انتہاء تک پہنچا دیا ہے کہ لوٹا کی اصطلاح بھی خوب چل پڑی ہے، کیونکہ یہ ممبران بے پیندے کے لوٹے کی طرح کبھی ادھر تو کبھی ادھر کا عجیب منظر پیش کر رہے ہیں، جس سے حکومت ہر وقت خوف زدہ رہتی ہے۔ ان لوٹوں کے لڑھکنے کے ڈر سے حکومت ان کی خاطر مدارت میں لگی رہتی ہے۔

اسی اخلاقی بحران نے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی رسہ کشی کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ جس سے ملک سنگین خطرات سے دوچار ہو گیا ہے، اس اخلاقی بحران نے ہمیں کسی ایک اصول اور بات پر قائم نہیں رہنے دیا۔ لینے کا اصول کچھ اور ہے اور دینے کا اصول کچھ اور...... اقتدار میں ہوں، باتیں کچھ اور باہر ہوں تو کچھ۔

کیا غضب ہیں یہ لوگ دل پہ یہ اختیار
شب کو موم کر لیا، سحر کو آہن بنا لیا

یہ سیاسی بحران بتدریج بڑھ ہی رہا ہے، کم نہیں ہو رہا، اس کی شدت اور سنگینی میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ کمی نہیں اور اسی حساب سے اعصابی تناؤ، کساد بازاری، لوٹ کھسوٹ، رشوت خوری اور دیگر ملکی معاشرتی اور صوبائی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے، یعنی مسائل کم ہونے کی بجائے زیادہ ہو رہے ہیں۔ فساد بڑھ رہا ہے، بے حیائی زوروں پر ہے اور بین الاقوامی دباؤ میں اضافہ سے ملک کی سلامتی واستحکام کو شدید خطرات لاحق ہیں، یعنی جر درت بڑھ رہی ہے۔ جتنی جتنی صبح روشن کی اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے، اس اخلاقی بحران نے تعلیم وتربیت کا بحران پیدا کیا ہے، ہمارے تعلیمی ادارے بانجھ ہو گئے ہیں۔

وہاں سے بچوں کو امن وشرافت کی بجائے کلاشنکوف کلچر مل رہا ہے، یا ناچ گانے، فیشن پرستی اور بے حیائی کا درس۔ تعلیم وتدریس مقدس پیشے کی بجائے تجارت بن گئی ہے، فیسیں بڑی بھاری کتابوں کا بوجھ ناقابل برداشت، لیکن تعلیمی نتیجہ صفر کیوں......؟ محض اس لئے کہ اساتذہ صرف گریڈوں کے چکر میں رہتے ہیں یا ٹویشنوں میں مصروف، تعلیم وتدریس کسی کے پیش نظر ہی نہیں ہے۔ نجی تعلیمی ادارے انگلش میڈیم کے نام سے خوب دولت کما رہے ہیں، لیکن انہوں نے بچوں کو پڑھانے کیلئے نان کوالیفائیڈ استانیاں رکھی ہوئی ہیں، جن کے پاس نہ علم ہے، نہ تجربہ اور دلچسپی ویسے ہی مفقود ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں ۵ یا ۶ سو روپے سے زیادہ تنخواہ نہیں دی جاتی۔ ایسے میں انہیں پڑھانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے......؟ اس اخلاقی بحران نے شادیوں کو عذاب بنا دیا ہے اور اسے ایک فیشن شو کا رنگ بھی دے دیا ہے۔ اب اہل ثروت کی دولت ملکی مسائل کے حل کیلئے نہیں ہے، مجاہدین کی امداد واعانت کیلئے نہیں، معاشرے کے نادار معذور وضرورت مند افراد کیلئے نہیں، قوم کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے اور تعلیمی ضروریات مہیا کرنے کیلئے نہیں ہے۔ غرباء کو علاج کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے نہیں ہے۔ ان کی دولت صرف فلک نما بنگلوں اور کوٹھیوں کی تعمیر کیلئے ہے یا شادی بیاہ کی فضولیات کیلئے، جہاں وہ سینکڑوں کی جگہ ہزاروں اور ہزاروں کی جگہ لاکھوں اب شاید لاکھوں کی جگہ کروڑوں روپے خرچ کرنے میں بھی انہیں دریغ اور تامل نہیں، کیونکہ ان دونوں چیزوں میں ایسی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ وسائل فراواں سے بہرہ ور اشخاص ایک دوسرے سے پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ ان کی کوٹھی اور بنگلہ ہو تو ایسا کہ جو دیکھے، بس دیکھتا ہی رہ جائے۔

شادی ہو بلکہ اب منگنی بھی ہو تو ایسی کہ مدتوں لوگوں کی زبانوں پر اس کے چرچے رہیں، جہیز کا عذاب، برتری کا فتنہ، مہندی کی رسم میں نوجوان بچیوں کے ناچنے، گانے اور اچھل کود کا فتنہ طرفین کے رشتہ داروں کے جوڑوں کی تیاری تحفے تحائف کی بھرمار، بجلی کے قمقموں کا سیلاب، آتش بازی کا طوفان سلامی کی رسم لشکروں کے لشکر باراتی گویا کسی ملک کو فتح کرنے چلے ہیں۔ پھر انواع واقسام کے کھانوں کا سلسلہ علاوہ ازیں چار چار گھنٹوں کے انتظار کے بعد بیک وقت کھانوں پر گدھوں اور چیلوں کی طرح ہجوم اور بے ہنگم طوفان جیسے کوئی ہفتوں سے بھوکا اور نیم بے جان ہو...... الغرض شادیاں کیا ہیں......؟ بے حیائی اور بے ہودگیاں اور دولت وحسن کی نمائش کا نام۔ کیا یہ دولت اللہ تعالیٰ نے اسلئے دی ہے کہ ان مصارف شر پر ان کو خرچ کیا جائے......؟ اور اس طرح معاشرے میں احساس محرومی کو عام کیا جائے۔ غرض اخلاقی بحران سے پیدا ہونے والے ناسوروں کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

قوم کو اس اخلاقی بحران سے نکالنے والے اہل سیاست واہل اقتدار تھے، جن کے پاس اختیارات ووسائل کی فراوانی ہے، لیکن ان کو اقتدار کی رسہ کشی سے ہی فرصت نہیں ہے، جس کے پاس اقتدار ہے، وہ شب وروز صرف اس کے تحفظ کی فکر میں ہے اور جو اس سے محروم ہے، وہ اس کے حصول کیلئے مضطرب اور پریشان۔

علماء یہ کام کر سکتے ہیں، لیکن ان کی تعداد سیاست کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئی ہے، کچھ اقتدار کی چوکھٹ پر سجدہ

ریز ہیں' کچھ حزب اختلاف میں شامل قوم کو جمہوری تماشہ دکھانے میں سرگرم عمل ہیں اور کچھ حجروں اور محرابوں میں مصروف اور اسی کو حاصل زندگی سمجھے ہوئے ہیں اور کچھ اصلاح ودعوت کا کام کررہے ہیں' تو ان کی آواز نقار خانے میں طوطی کی مبہم سی صدا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ معلمین اور اساتذہ کی یہ ذمہ داری تھی' لیکن ان کی دلچسپیوں کا محوران کی سرگرمیوں کا مرکز بھی اب وہ ہے جس کی وضاحت گذشتہ سطور میں کی گئی ہے۔ سیاست کے لال بجھکڑوں اور جمہوریت کے بچہ جموروں سے صرف نظر کرکے مردان غیب سے کچھ امیدیں وابستہ کرتے ہیں تو وہاں بھی روشنی کی کرن نظر نہیں آتی۔

ایک مرد غیب نے گیارہ سال حکومت کی (اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے) لیکن بے شمار خوبیوں کے باوجود وہ وعظ ونصیحت سے زیادہ کچھ نہیں کرسکا' حالانکہ اس چکنے گھڑے پر صرف وعظ ونصیحت کا پانی کس طرح ٹھہر سکتا ہے' اس زمین شور پر تقریر وخطابات کی بارش سے روئیدگی کیوں کر ممکن ہے.....؟ اور اس کے دلوں کی ویرانی محض کھوکھلے اور اوپرے اقدامات سے کس طرح دور ہوسکتی ہے.....؟

اس کیلئے تو بھرپور عزم اصلاح کی ضرورت ہے' ایک ہمہ جہتی انقلاب مسلسل اور انتہائی سخت اقدامات کی ضرورت ہے' لیکن یہ آپریشن کون کرے.....؟ حکیم وطبیب خود روگوں کا شکار اور آپریشن کے محتاج ہیں اور دوسروں کا آپریشن کس طرح کرتے ہیں' لہٰذا مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ بیمار ہے

قرآن نے اس صورت حال کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها ومن لم يجعل الله له نورا فماله من نور﴾ (النور: ۴۰)

قرآن نے اس صورت حال کا علاج بھی بتلا دیا ہے اور وہ اللہ کا نور یعنی دین اسلام کو مکمل طور پر اپنالینا ہے۔

علاج اس کا وہی ہے آب نشاط انگیز ساقی

علامہ محمد فاروق قصوری آف کراچی کو صدمہ

کراچی کی جماعت کے ہر دلعزیز رہنما اور معروف خطیب مولانا علامہ محمد فاروق قصوری حفظہ اللہ کے والد محترم مولانا عبداللطیف صاحب مختصر علالت کے بعد بتاریخ ۱۰ جون ۲۰۰۵ء بروز جمعہ تقریباً ۱۲ بجے دن وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم انتہائی سادہ طبیعت' نیک صالح' متقی پرہیزگار اور مہمان نواز تھے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے' جہاں ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت اور ان کی ضروریات کا خصوصی خیال رکھتے۔

اساتذہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد خصوصاً شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی صاحب' مولانا محمد یاسین ظفر' مولانا محمد یونس بٹ' حافظ مسعود عالم' مفتی عبدالحنان زاہد صاحب نے مولانا قصوری سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی بلندی درجات کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد اسحٰق آف سانگلہ ہل کے بیٹے کا قتل

ڈاکٹر محمد اسحٰق آف سانگلہ ہل جماعت کے بڑے سرگرم رکن ہیں اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ ان کا اکلوتا بیٹا حافظ محمد ابوبکر ۹ جون بروز جمعرات دن ۱۲ بجے موٹر سائیکل پر نہر سے پانی لینے گیا۔ جہاں ڈاکوؤں نے گولی مار کر شہید کردیا اور ان کا دوسرا ساتھی شدید زخمی ہوگیا۔

مرحوم بہت صالح اور ملنسار نوجوان تھا۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ مرحوم اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا اور چار بہنوں کا بھائی تھا۔ مرحوم کی اچانک وفات جناب ڈاکٹر صاحب اور دیگر خاندان کیلئے ایک حادثہ فاجعہ سے کم نہیں ہے۔ اس کی نماز جنازہ دوسرے روز جمعہ کے دن صبح ۹ بجے سانگلہ ہل میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔

اساتذہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا ایک تعزیتی اجلاس شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں ہوا۔ جس میں حافظ صاحب کے بہیمانہ قتل کی پرزور مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قاتلوں کو فوری گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دے اور امن وامان کی حالت کو بہتر بنائے۔ نیز ڈاکٹر صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی بلندی درجات اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا مانگی۔ نیز مولانا محمد یاسین ظفر پرنسپل جامعہ نے' مولانا محمد یونس بٹ نائب شیخ الحدیث جامعہ' فاروق الرحمٰن یزدانی مدرس جامعہ اور مولانا محمد ارشد قصوری مدرس جامعہ کے ہمراہ سانگلہ ہل جا کر ڈاکٹر صاحب سے اظہار تعزیت کیا اور جامعہ کے اساتذہ کے احساسات سے آگاہ کیا۔

اللهم اغفر لهما وارحمهما وادخلهما الجنة الفردوس

(ادارہ جامعہ سلفیہ)